از عدالت عظمیٰ

کانوموکا کا کرشنا موت

بنام

ریاست آندھرا پردیش

[کے سبّا راؤ، کے سی داس گپتا اور راگھوبر دیال، جے جے۔]

انڈین پینل کوڈ، 1860 (1860 کا ایکٹ 45)، سیکشن۔ 419, 415--دھوکہ دہی- پبلک سروس کمیشن، حکومت کو دھوکہ دینے کے لیے جھوٹی نمائندگی۔

اپیل کنندہ نے مدراس پبلک سروس کمیشن کی طرف سے مشتہر کردہ ایک عہدے کے لیے درخواست دی، جس میں اس نے اپنی درخواست میں کچھ نمائندگی کی جو کہ غلط پائی گئی۔ اسے دفعہ کے تحت سزا سنائی گئی۔ 419 کمیشن کو دھوکہ دینے کے لیے انڈین پینل کوڈ۔ اس سزا کی تصدیق سیشن جج نے کی اور اس کی نگرانی کو ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا۔

منعقد: (i) سیکشن میں بیان کردہ دو طریقوں میں سے کسی ایک میں دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے۔ 415 انڈین پینل کوڈ۔' کسی شخص کو دھوکہ دینا دھوکہ دہی کے دونوں طریقوں میں یکساں ہے۔
(ii) سروس کمیشن میں اپیل کنندہ کی غلط بیانی جاری رہی اور اس وقت تک جاری رہی جب آخر تک کہ سروس کمیشن کو پیش کی گئی درخواست میں کی گئی غلط بیانی سے حکومت خود ہی دھوکہ کھا گئی۔

سروس کمیشن سروس میں تقرری کے معاملے میں حکومت کا قانونی مشیر ہوتا ہے۔ ایسے مشیر کو دھوکہ دینا حکومت کا دھوکہ ہے جس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کے مشورے پر دھیان دے گی اور اسی کے مطابق عمل کرے گی۔

ریاست یو۔ پی۔ بمقابلہ۔ من بودھن لال سریواستو [1958] ایس سی آر 533، دی کراؤن بمقابلہ گنپوت، 1868 پنج۔ ریک۔ سی آر ایل۔ کیس نمبر 6، پی ای بلنگھورسٹ بمقابلہ ایچ پی بلیک برن، 27 سی ڈبلیو این 821، لیگل ریمبرنس بمقابلہ منماتھا بھوشن چٹرجی، اور لیگل ریمبرنس بمقابلہ ہردوئے نارائن آئی ایل آر 51 کیل۔ 250، ایمپریر بمقابلہ فضل دین (1906) 4 کروڑ۔ ایل جے 355،

کوئین ایمپرس بمقابلہ اپا سامی، آئی ایل آر 12 پاگل۔ .151 اشونی کمار گپتا بمقابلہ ایمپریر۔ ایل ایل آر 1937 (1) کیل۔ 1 اور دوبارہ: ہیمپشائر لینڈ کمپنی، [1896] (2) 743 باب۔ حوالہ دیا گیا۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی فیصلہ: 1962 کی فوجداری اپیل نمبر 134۔ 1961 کے فوجداری نظر ثانی کیس نمبر 298 میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 17 جولائی 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کے لیے۔ اے۔ ایس۔ آر چری، جی ڈی گپتا، ایس بال کرشنن، آر کے گرگ، ایس سی اگروالا، ڈی۔ پی سنگھ اور ایم کے رام مورتی۔

مدعا علیہ کی طرف سے ایس۔ جی پٹوردھن اور بی آر جی کے اچار۔

23 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راگھوبر دیال، جے۔ - خصوصی اجازت کے ذریعے اس اپیل کی طرف لے جانے والے حقائق یہ ہیں:

مدراس پبلک سروس کمیشن، اس کے بعد سروس کمیشن کہا جائے 3 اگست 1948 کے فورٹ سینٹ جارج گزٹ میں شائع ہونے والے اپنے نوٹیفکیشن کے ذریعے، جس میں مدراس میڈیکل سروس (مینز سیکشن) میں اسسٹنٹ سرجنوں کی تقرری کے لیے درخواستیں طلب کی گئی ہیں، ان افراد سے جنہوں نے 3 ستمبر 1939 اور 31 دسمبر 1947 کے درمیان کسی بھی وقت اس سروس میں اسسٹنٹ سرجن کے طور پر عارضی خدمات انجام دی تھیں اور ان افراد سے جنہوں نے جنگی خدمات انجام دی تھیں اور نوٹیفکیشن کے پیراگراف 3 میں مذکور قابلیت رکھتے تھے۔ نوٹیفکیشن کا پیراگراف 3، دیگر باتوں کے ساتھ، پڑھتا ہے:

''درخواست دہندگان کو کمیشن کو مطمئن کرنا ہوگا -

(a) کہ وہ مدراس میڈیکل رجسٹریشن ایکٹ، 1914 کے معنی میں رجسٹرڈ پریکٹیشنرز ہیں۔

(b) کہ ان کے پاس ایل ایم ایس کی ڈگری یا ایم بی، بی۔ ایس، صوبے میں کسی یونیورسٹی کی ڈگری یا اس کے مساوی اہلیت ہے۔

اپیل کنندہ، جو اس وقت عارضی بنیاد پر مدراس میڈیکل سروس میں سول اسسٹنٹ سرجن کے طور پر خدمات انجام دے رہا تھا، نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے نوٹیفائی کردہ عہدوں پر مستقل تقرری کے لیے

درخواست دی۔اس درخواست میں اس نے درج ذیل عرضیاں کیں، جو درج ذیل عدالتوں کے ذریعے جھوٹی پائی گئی ہیں:

(i) کہ اس کا نام کازا کرشنا مورتی تھا۔
(ii) کہ ان کی جائے پیدائش بیزوادا، کرشنا ضلع تھا۔
(iii) کہ ان کے والد بیزوادا کے کے آر راؤ تھے؛ اور
(iv) کہ اس نے آندھرا میڈیکل کالج، وزیگاپٹم، آندھرا یونیورسٹی سے ایم بی، بی ایس، II کلاس کی ڈگری حاصل کی۔

ان حقائق پر، اپیل کنندہ کو دفعہ کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا گیا۔419 آئی پی سی پر کزا کرشنا مورتی کے طور پر پیش کر کے مدراس پبلک سروس کمیشن کو دھوکہ دینے اور یہ غلط بیانی کرنے پر کہ اس کے پاس اس عہدے کے لیے ضروری قابلیت تھی کیونکہ اس کے پاس ایم۔بی۔بی۔ایس کی ڈگری تھی۔ اور یہ کہ سروس کمیشن کے اس دھوکے سے اس کی ساکھ کو نقصان پہنچنے کا امکان تھا۔
اب یہ ذکر کیا جا سکتا ہے کہ اپیل کنندہ پر دفعہ کے تحت جرائم کے لیے بھی مقدمہ چلایا گیا تھا۔420 اور۔465 آئی۔پی۔سی۔ جون اور اکتوبر 1944 میں ان کے ذریعے کی گئی بعض کارروائیوں کے سلسلے میں۔ٹرائل کورٹ نے اسے دفعہ 465 کے تحت جرم سے بری کر دیا۔لیکن اسے دوسرے جرم کا مجرم قرار دیا۔تاہم، سیشن جج کی اپیل پر انہیں دفعہ کے دفعہ 420 آئی۔پی۔سی تحت جرم سے بری کر دیا گیا۔

دفعہ کے تحت اپیل کنندہ کی سزا۔419 آئی پی سی کی تصدیق سیشن جج نے کی اور اس حکم کے خلاف نظر ثانی کو ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا۔یہ ہائی کورٹ کے اس حکم کے خلاف ہے کہ اپیل کنندہ نے خصوصی اجازت حاصل کرنے کے بعد اس اپیل کو ترجیح دی ہے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے یہ دعوی کیا گیا ہے کہ کیس میں قائم کردہ حقائق پر، دفعہ کے تحت کوئی جرم نہیں ہے۔419 آئی پی سی کو اس کے خلاف بنایا گیا ہے، کیونکہ ایک سرجن کے طور پر اپیل کنندہ کی کارکردگی تنازعہ میں نہیں ہے، اس نے اپنی خدمت کی مدت کے دوران اپنے اعلی افسران سے اچھی

رپورٹیں حاصل کی ہیں اور اس لیے سروس کمیشن کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کا کوئی سوال ہی نہیں ہوسکتا۔

اس کے برعکس، ریاست کا موقف ہے۔ کہ اپیل گزار کے خلاف دھوکہ دہی کا جرم ثابت کیا جائے کیونکہ اس نے سروس کمیشن کو دھوکہ دیا تھا اور اس طرح کے دھوکے سے اس کی ساکھ کو نقصان پہنچنے کا امکان ہے کیونکہ اس نے سروس کمیشن کو دھوکہ دیا اور اس سے 'فاعدہ' حاصل کیا جو داخلہ کارڈ جو اسے ان عہدوں کے لیے امیدواروں کی تقرری کے لیے مسابقتی امتحان میں بیٹھنے کا حق دیتا ہے، اور جیسا کہ اپیل کنندہ نے بھی اپنی جھوٹی نمائندگی سے حکومت ریاست کو دھوکہ دیا اور بے ایمانانہ طور پر اسے ملازمت میں مقرر کرنے اور اس کی خدمت کی مدت کے دوران اسے تنخواہ ادا کرنے پر آمادہ کیا۔

دفعہ 415 آئی۔پی۔سی 'دھوکہ دہی' کی وضاحت کرتی ہے اور پڑھتی ہے:

"جو کوئی بھی، کسی شخص کو دھوکہ دے کر، دھوکہ دہی سے یا بے ایمانانہ طور پر دھوکہ دہی کرنے والے شخص کو کسی بھی شخص کو کوئی جائیداد فراہم کرنے کے لیے آمادہ کرتا ہے، یا اس بات پر رضامندی ظاہر کرتا ہے کہ کوئی شخص کوئی جائیداد اپنے پاس رکھے گا، یا جان بوجھ کر اس طرح دھوکہ دہی کرنے والے شخص کو ایسا کچھ کرنے کے لیے آمادہ کرتا ہے یا چھوڑ دیتا ہے جو وہ نہیں کرے گا یا اگر اسے دھوکہ نہیں دیا گیا تو اسے چھوڑ دیتا ہے، اور جو عمل یا غلطی اس شخص کے جسم، دماغ، ساکھ یا جائیداد کو نقصان پہنچاتی ہے یا نقصان پہنچاتی ہے، اسے 'دھوکہ دہی' کہا جاتا ہے۔

وضاحت-حقائق کو بے ایمان طریقے سے چھپانا اس حصے کے معنی میں ایک دھوکہ ہے۔"

بیان کردہ دونوں طریقوں میں سے کسی ایک میں دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا جا سکتا ہے۔415 آئی پی سی۔' کسی شخص کو دھوکہ دینا دھوکہ دہی کے دونوں طریقوں میں عام ہے۔ دھوکہ دہی کا شکار شخص کو دھوکہ دہی یا بے ایمانانہ طور پر کسی بھی جائیداد کی فراہمی یا کسی بھی شخص کے ذریعے کسی بھی جائیداد کو برقرار رکھنے کی رضامندی کے لیے اکسایا جا سکتا ہے۔ دھوکہ دہی کا شکار شخص کو جان بوجھ کر کچھ بھی کرنے یا چھوڑنے پر آمادہ کیا جا سکتا ہے جو وہ نہیں کرتا اگر اسے دھوکہ نہ دیا جاتا اور اس کا کون سا عمل جسم، دماغ، ساکھ یا املاک کو نقصان پہنچاتا یا نقصان پہنچاتا۔

جیسا کہ پہلے ہی بیان کیا گیا ہے، درج ذیل عدالتوں نے پایا کہ اپیل کنندہ نے سروس کمیشن کو دھوکہ دے کر دھوکہ دیا کہ اس کے پاس ایم بی، بی ایس کی ڈگری ہے اور سول اسسٹنٹ سرجن، II کلاس کے عہدے پر اپنی تقرری کی سفارش کرنے کے لیے کمیشن کو جان بوجھ کر آمادہ کیا، اور یہ کہ سروس کمیشن کے اس عمل سے اس کی ساکھ کو نقصان پہنچنے کا امکان تھا کیونکہ اپیل کنندہ کے پاس واقعی ایم بی، بی ایس کی ڈگری نہیں تھی۔ یہ فرض کیے بغیر کہ سروس کمیشن اور اس کی سفارش کی اس طرح کی دھوکہ دہی، بعض پہلوؤں میں، اس کی ساکھ کو نقصان پہنچا سکتی ہے، ہماری رائے ہے کہ اس معاملے کے حالات میں اس کی ساکھ کو اس طرح نقصان پہنچانے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو یہ ظاہر کرے کہ سروس کمیشن عام طور پر دھوکہ دہی کا پتہ لگا سکتا تھا یا یہ کہ میڈیکل سروس میں اس عہدے پر درخواست گزار کی تقرری کسی ایسے شخص کی تقرری تھی جو ناکارہ ثابت ہوا۔ اس کے برعکس، ریکارڈ پر موجود شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تقرری اور اس کیس کے ادارے کے درمیان تقریبا 10 سال تک انہوں نے مؤثر طریقے سے خدمات انجام دیں اور محکمہ جاتی اعلی افسران سے اچھی رپورٹیں حاصل کیں۔ اس عہدے کے لیے ان کی نااہلی ان عہدوں کے لیے امیدواروں کے لیے مقرر کردہ کم از کم تعلیمی قابلیت حاصل نہ کرنے کی وجہ سے تھی۔ لہذا ہماری رائے ہے کہ اپیل کنندہ نے 'دھوکہ دہی' کے جرم کا ارتکاب نہیں کیا ہے جیسا کہ سیکشن کے آخری حصے میں بیان کیا گیا ہے۔ 415 آئی پی سی، اگرچہ اس نے خود کو ایک مناسب اہل امیدوار کے طور پر پیش کر کے سروس کمیشن کو دھوکہ دیا تھا، اور اس طرح اسے اس عہدے کے لیے منتخب کرنے پر آمادہ کیا۔

ریاست کے لیے یہ دلیل دی گئی کہ پبلک سروس کمیشن نے ایک مسابقتی امتحان منعقد کیا اور اس لیے اپیل کنندہ کو ایک داخلہ کارڈ جاری کیا ہوگا جو اسے اس مسابقتی امتحان میں بیٹھنے کا حقدار بناتا ہے اور اس لیے اپیل کنندہ نے سروس کمیشن کو دھوکہ دے کر داخلہ کارڈ جو کہ 'پراپرٹی' ہے، اسے فراہم کرنے پر آمادہ کیا، جس نے سیکشن کے پہلے حصے میں بیان کردہ 'دھوکہ دہی' کے جرم کو کم کر دیا۔ 415 آئی پی سی اس دلیل میں اس سادہ سی وجہ سے کوئی طاقت نہیں ہے کہ ریکارڈ پر اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے کہ اپیل کنندہ کو مسابقتی امتحان میں بیٹھنے کا حق دیتے ہوئے داخلہ کارڈ جاری کیا گیا تھا۔ درحقیقت، اس طرح کی کوئی جانچ نہیں ہوئی، اور ایسا لگتا ہے کہ مدعا علیہ کے لیے تنازعہ سروس کمیشن کے سکریٹری کے سرجن جنرل کو لکھے گئے خط سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کے تحت بنایا گیا تھا جس میں حکومت مدراس نے کہا تھا کہ وہ 45 امیدواروں کے نام اور دیگر تفصیلات پر مشتمل فہرست منسلک کر رہے تھے جو کمیشن کے ذریعے

مدراس میڈیکل سروس میں سول اسسٹنٹ سرجنز، کلاس II (مردوں) کی براہ راست بھرتی کے لیے منعقدہ مسابقتی امتحان میں کامیاب ہوئے تھے۔ تاہم ریکارڈ سے یہ واضح ہے کہ امیدواروں کا صرف کمیشن کے ذریعے انٹرویو کیا گیا تھا۔ ریکارڈ پر ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ کوئی تحریری امتحان جس میں داخلہ کارڈ کے ذریعے ہوا تھا۔ ہوا۔ مجسٹریٹ کے فیصلے میں کہا گیا ہے:

"ملزم کا انٹرویو سروس کمیشن نے کیا تھا جیسا کہ سروس کمیشن کی تفصیلات کے اقتباس ایگزبٹ پی-70 سے دیکھا گیا ہے۔

سیشن جج کے فیصلے میں بھی یہی بیان دیا گیا ہے جس نے کہا:

"ملزم نے ایک درخواست بھیجی۔ ایگزبٹ پی-72 یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اس نے ایم بی، بی ایس ڈگری کا امتحان پاس کیا، اور اسے حاصل کرنے اور اس کا انٹرویو کرنے پر، پبلک سروس کمیشن نے اسے سول اسسٹنٹ سرجن، کلاس I کے طور پر منتخب کیا۔

ہائی کورٹ اپنے فیصلے میں بھی یہی بیان کرتی ہے۔ اس نے کہا:

''1948 میں انہوں نے کلاس II سول اسسٹنٹ سرجن کے طور پر انتخاب کے لیے مدراس پبلک سروس کمیشن کو درخواست بھیجی اور مذکورہ ادارے کے ایک انٹرویو کے بعد اس کا انتخاب کیا گیا۔

ان حالات میں، ہم محض تجاویز کی بنیاد پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی مسابقتی تحریری امتحان منعقد کیا گیا تھا اور یہ کہ اپیل کنندہ کو کوئی داخلہ کارڈ جاری کیا گیا تھا جو اسے امتحان میں بیٹھنے کا حق دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں۔ یہ نہیں مان سکتا کہ سروس کمیشن کو بے ایمانانہ طور پر اس کی جائیداد کی فراہمی کے لیے آمادہ کر کے دھوکہ دہی کا جرم اپیل کنندہ کے ذریعے کم کیا گیا تھا۔

اب اس بات کا تعین کرنے کے لیے واحد دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا اپیل کنندہ نے حکومت مدراس کو دھوکہ دیا اور اسے اپیل کنندہ کو تنخواہ کی شکل میں کچھ فراہم کرنے کے لیے بے ایمانانہ طور پر اکسایا۔ اس

بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اس عہدے پر تقرری سروس کمیشن کے ساتھ نہیں بلکہ حکومت کے پاس ہے اور یہ کہ حکومت اسے میڈیکل سروس میں اس عہدے پر مقرر نہیں کرتی اگر اسے یقین نہ ہوتا کہ اپیل کنندہ کے پاس ضروری قابلیت ہے جو اس کے معاملے میں ایم بی، بی ایس کی ڈگری ہوگی، اور یہ کہ حکومت نے اپیل کنندہ کے ذریعے اپنی درخواست میں غلط بیانی کرنے میں کیے گئے دھوکے کی وجہ سے اس طرح کے عقیدے کو قبول کیا کہ اس کے پاس ایسی ڈگری ہے۔ دوسری طرف، اپیل کنندہ کے لیے یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ 'جائیداد' کی فراہمی اس شخص کے ذریعے ہونی چاہیے جسے زبان کے پیش نظر، سیکشن کے ذریعے دھوکہ دیا گیا ہو۔ 415 آئی پی سی، اور یہ کہ دھوکہ دینے والا شخص، اگر کوئی ہو، سروس کمیشن تھا نہ کہ حکومت، غلط بیانی پر مشتمل درخواست سروس کمیشن کو دی گئی تھی نہ کہ حکومت کو۔

ہم مدعا علیہ کی دلیل کو قبول کرتے ہیں۔ طبی خدمات میں تقرریاں حکومت کے ذریعے کی جاتی ہیں۔ سروس کمیشن نے صرف امیدواروں کا انتخاب کیا اور تقرری کے لیے حکومت کو ان کے ناموں کی سفارش کی۔ سروس کمیشن کے سکریٹری کی طرف سے حکومت مدراس کے ساتھ سرجن جنرل کو لکھے گئے خط ایگزیبیٹ پی 47 سے یہ واضح ہے۔ خط میں ایک فہرست منسلک کرنے کا حوالہ دیا گیا ہے جس میں امیدواروں کے نام اور دیگر تفصیلات شامل ہیں، جو امتحان میں کامیاب ہوئے، ان کے نام میرٹ کے مطابق ترتیب دیے گئے ہیں۔ اس میں امیدواروں کی کمی کے پیش نظر ایک مخصوص اصول میں نرمی کا حوالہ دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر ضروری ہو تو جسمانی فٹنس کے سرٹیفکیٹ کی وصولی اور کمیشن کی طرف سے مزید مواصلات کے لیے ان کا تقرر کیا جا سکتا ہے۔

یہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کی دفعات سے بھی واضح ہے۔ دفعہ 241 میں کہا گیا ہے کہ صوبے کے امور کے سلسلے میں تقرریاں صوبے کا گورنر کرے گا۔ ذیلی سیکشن۔(1) سیکشن۔ 266 کسی صوبے کی خدمات میں تقرریوں کے لیے امتحانات کا انعقاد کرنا صوبائی پبلک سروس کمیشن کا فرض بناتا ہے۔ ذیلی دفعہ کی شق (اے)۔(3) بشرطیکہ صوبائی پبلک سروس کمیشن سے سول سروسز اور سول عہدوں اور سی ایل میں بھرتی کے طریقوں سے متعلق تمام معاملات پر مشورہ کیا جائے گا۔ (ب) یہ فراہم کرتا ہے کہ سول سروسز اور عہدوں پر تقرری کرنے میں جن اصولوں پر عمل کیا جائے اور اس طرح کی تقرریوں کے لیے امیدواروں کی موزونیت پر اس سے مشورہ کیا جائے گا۔ پبلک سروس کمیشن کی تشکیل دفعات کے مطابق کی گئی ہے۔ .264 اس طرح یہ ایک قانونی ادارہ ہے اور حکومت سے آزاد ہے۔ پبلک سروس کمیشن کے اس

پہلو پر ریاست یو۔ پی۔ بمقابلہ۔من بودھن لال سریواستو۔ میں زور دیا گیا تھا کی متعلقہ دفعات پر غور کرتے وقت۔320 آئین کا۔اس عدالت نے کہا:

"ایک بار، متعلقہ ضابطے بنائے جانے کے بعد، ان پر خط اور روح کے لحاظ سے عمل کیا جانا چاہیے اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ سرکاری ملازم کو متاثر کرنے والے تمام تادیبی معاملات پر کمیشن کے ساتھ مشاورت خاص طور پر فراہم کی گئی ہے۔سب سے پہلے، خدمات کو یہ یقین دلانے کے لیے کہ ایک مکمل طور پر آزاد ادارہ، جو سرکاری ملازمین کو منفی طور پر متاثر کرنے والے احکامات دینے سے براہ راست متعلق نہیں ہے، نے کارروائی پر غور کیا ہے۔کسی خاص سرکاری ملازم کے خلاف کھلے ذہن کے ساتھ کارروائی کرنے کی تجویز؛ اور، دوسرا، عوامی خدمات کے حوصلے کو متاثر کرنے والے معاملات پر حکومت کو غیر جانبدارانہ مشورہ اور رائے فراہم کرنا۔"

ان دفعات کے پیش نظر ہی پبلک سروس کمیشن حکومت کے تحت مختلف عہدوں پر تقرری کے لیے درخواستیں طلب کرتا ہے اور بعد میں ان عہدوں پر تقرری کے لیے امیدواروں میں سے انتخاب کرتا ہے۔انتخاب تحریری امتحان کے انعقاد کے بعد یا امیدواروں کے انٹرویو کے بعد یا دونوں کرنے کے بعد ہو سکتا ہے۔منتخب امیدواروں کے نام میرٹ کے مطابق ترتیب دیے جاتے ہیں اور حکومت کو ارسال کیے جاتے ہیں۔حکومت سے، ایک قاعدے کے طور پر، توقع کی جاتی ہے کہ وہ اسی ترتیب میں فہرست سے باہر کے عہدوں پر تقرری کرے۔تاہم، اس کے پاس صوابدید ہے کہ اس طرح منتخب کردہ افراد کے کسی بھی حصے کو مقرر نہ کیا جائے اور میرٹ کی ترتیب میں جگہ حاصل کی جائے جو عام طور پر اس کی تقرری کا باعث بنتی۔

تقرری کے لیے درخواست میں کی جانے والی کوئی بھی نمائندگی واقعی حکومت کو کی جانے والی نمائندگی ہے۔تقرری کا اختیار، اور نہ صرف پبلک سروس کمیشن جس کے پاس درخواست پیش کی جاتی ہے اور جسے انتخاب کے مرحلے تک پہلی بار اس درخواست سے نمٹنا ہوتا ہے۔درخواست گزار کا مقصد تقرری حاصل کرنا تھا نہ کہ صرف پبلک سروس کمیشن کو دھوکہ دینا اور امتحان میں بیٹھنا یا انٹرویو میں حاضر ہونا۔دھوکہ دہی اس مقصد کے لیے کی گئی تھی اور اس لیے ایسا ماننے کی کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ سروس کمیشن کے دھوکہ دہی کے بعد دھوکہ دہی ختم ہوگئی اور دھوکہ دہی کے نتیجے میں اس پر کارروائی کی گئی۔سروس کمیشن کو دی گئی درخواست میں غلط نمائندگی جاری رہتی ہے اور اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک کہ تقرریوں

کے لیے ذمہ دار حتمی اتھارٹی کی طرف سے درخواست پر غور نہیں کیا جاتا اور اس لیے اسے اس حتمی اتھارٹی کے ساتھ بھی کیا جانا چاہیے۔ فوری صورت میں، جب سروس کمیشن کی سفارش حکومت کو بھیجی گئی تھی، تو تجویز کردہ امیدواروں کی قابلیت کا ذکر کیا گیا تھا، جس میں یہ حقیقت بھی شامل تھی کہ اپیل کنندہ نے ایم بی، بی ایس کا امتحان پاس کیا تھا۔ اس لیے حکومت کا ماننا تھا کہ اپیل کنندہ کے پاس ایم۔ بی۔ ایس کی ڈگری ہے، کہ سروس کمیشن نے اس سلسلے میں درخواست کی جانچ پڑتال کی تھی اور خود کو مطمئن کیا تھا کہ اپیل کنندہ کے پاس وہ ڈگری ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کو اس حقیقت پر یقین کرنے پر مجبور کیا گیا، جو اس طرح ایک غلط نمائندگی بن گئی۔

اس لیے ہماری رائے ہے کہ سروس کمیشن کے سامنے اپیل کنندہ کی غلط پیشکش جاری رہی اور حکومت کے تقرری کا حکم منظور کرنے کے آخری مرحلے تک جاری رہی اور اس لیے سروس کمیشن کو پیش کی گئی اپنی درخواست میں کی گئی غلط بیانی سے خود حکومت کو دھوکہ دیا گیا۔

یہ حقیقت کہ سروس کمیشن ایک آزاد قانونی اتھارٹی ہے، اس سوال پر کوئی متعلقہ اثر نہیں رکھتی۔ یہ ایک قانونی ادارہ ہے کیونکہ یہ کسی قانون کی دفعات کے تحت تشکیل دیا گیا ہے۔ یہ حکومت سے اس لحاظ سے آزاد ہے کہ امیدواروں کے انتخاب میں یا حکومت کو اپنے ٹینڈرنگ مشورے میں وہ حکومت سے کوئی اشارہ یا ہدایات یا سراغ نہیں لیتی ہے۔ یہ امیدواروں کی تقابلی خوبیوں اور ان کے درخواست کردہ عہدوں کے لیے ان کی موزونیت کا اندازہ لگانے کے لیے اپنا خود مختار ذہن لاتا ہے۔ اس کا کام امیدواروں کی موزونیت کے بارے میں حکومت کو مشورہ دینا ہے۔ اس لیے یہ خدمات میں تقرری کے معاملے میں حکومت کا قانونی مشیر ہے۔ ایسے مشیر کو دھوکہ دینا حکومت کا دھوکہ ہے جس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اس کے مشورے پر دھیان دے گی اور اسی کے مطابق عمل کرے گی۔

ایسے معاملات سامنے آئے ہیں جن میں کسی اتھارٹی کے ملازمین یا ایجنٹوں کو دھوکہ دیا گیا ہے جبکہ متعلقہ اتھارٹی کو نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ ایسے معاملات میں، نوکروں یا ایجنٹوں کو دھوکہ دینے والے شخص نے متعلقہ اتھارٹی کو دھوکہ دیا ہے، حالانکہ اس دھوکے کے بارے میں کوئی براہ راست سوال نہیں اٹھایا گیا تھا کہ اتھارٹی کو نہیں بلکہ اس کے نوکر کو دیا جا رہا ہے۔ ہمارے خیال میں مقدمات کا اصول مکمل طور پر پبلک سروس کمیشن کو دھوکہ دینے والے امیدواروں کے معاملے پر لاگو ہوتا ہے اور اس طرح حکومت کو یہ یقین

کرنے میں دھوکہ دیتا ہے کہ انہوں نے ان تقرریوں کے لیے امیدواروں کے لیے مقرر کردہ مختلف شرائط کو پورا کیا ہے۔ہم ایسے کچھ معاملات کا حوالہ دے سکتے ہیں۔

کراؤن بمقابلہ گنپوٹ (1) میں ملزم جس نے ٹرین سے سفر کرتے وقت ٹکٹ جمع کرنے والے کے سامنے تبدیل شدہ نمبر کے ساتھ ریلوے پاس پیش کیا تھا،اس طرح بے ایمانانہ طور پر ریلوے کمپنی کو وہ کرنے پر آمادہ کیا یا نہ کرنے پر جو وہ بصورت دیگر تبدیل شدہ پاس پیش کر کے نہیں کرتے یا چھوڑ دیتے۔ٹکٹ کلکٹر کے دھوکے کو ریلوے کمپنی کا دھوکہ سمجھا جاتا تھا۔

پی۔ای۔بلنگھورسٹ بمقابلہ ایچ۔پی۔بلیک برن (2) میں ایک کمپنی کی طرف سے ادائیگی کے لیے کچھ بل پیش کیے گئے تھے۔ان کی جانچ سرکاری اہلکاروں کے ذریعے کی جاتی تھی جنہیں ماتحت اہلکاروں کی طرف سے کی گئی کچھ نمائندگی سے دھوکہ دیا جاتا تھا جن کے ذریعے بل منظور کیے گئے تھے،اور اس کے نتیجے میں بلوں کے تحت مطالبات کے اطمینان میں ادائیگی کی جاتی تھی۔دھوکہ دہی کا سبب بننے والے افراد کو حکومت کو دھوکہ دینے کا مجرم قرار دیا گیا۔

لیگل ریمبرانسر بمقابلہ منماتھا بھوشن چٹرجی اور لیگل ریمبرانسر بمقابلہ ہردوئے نارائن (3) میں یہ فیصلہ دیا گیا کہ اگر شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ ایسٹ انڈین ریلوے کمپنی اور اس کے آسنسول آفس کے ذمہ دار افسران کو دھوکہ دیا گیا اور یا تو کسی خاص کالری کو ویگن الاٹ کرنے کے لیے اکسایا گیا جو بصورت دیگر الاٹ نہیں کیا جاتا یا کالری کے لیے ویگن چالان بنانے کے لیے جو بصورت دیگر نہیں کیا جاتا، یہ ان الزامات کی حمایت کرنے کے لیے کافی تھا کہ ریلوے کمپنی کو خراب ہونے کی وجہ سے ایک خاص طریقے سے کام کرنے پر آمادہ کیا گیا تھا۔اس طرح ذمہ دار افسران کے دھوکے کو ریلوے کمپنی کا دھوکہ سمجھا گیا، جس کی ساکھ کو ممکنہ نقصان دور دراز تھا۔

ایمپرر بمقابلہ فضل دین (4) میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ اس دھوکے سے اس شخص کو نقصان یا نقصان پہنچنے کا امکان ہے جس پر یہ عمل کیا گیا تھا یا ریلوے حکام کو جس کا ایجنٹ وہ تقرریوں کے معاملے میں تھا۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document